قبروں کی زیارت اور ان محفلوں میں شریک ہونا جن کے بارے میں یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہاں اولیاء کی روحیں حاضر ہوتی ہیں

[Urdu–اُردو– الأُردية]

 

فتوی: شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ

ترجمہ: اسلام سوال وجواب سائٹ

مراجعہ وتنسیق: عزیز الرّحمن ضیاء اللہ سنابلی

زيارة القبور وشهود مناسبة يزعمون فيها حضور أرواح الأولياء




فتوى: شيخ الإسلا م ابن تيمية -رحمه الله-

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

مراجعة وتنسيق:عزيز الرحمن ضياء الله السنابلي

٦٧۴۴: قبروں کی زیارت اور ان محفلوں میں شریک ہونا جن کے بارے میں یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہاں اولیاء کی روحیں حاضر ہوتی ہیں

سوال: قبروں کی زیارت اور وہاں نماز پڑھنے کا حکم کیا ہے ؟

پاکستان میں سالانہ عرس نامی چیز کا اہتمام کیا جاتا ہے، کیا اس میں شریک ہونا جائز ہے ؟

اس میں شریک ہونے والے لوگ کہتے ہیں کہ فوت ہونے والا شخص اللہ کا ولی تھا، ممکن ہے وہ ہماری دعا اللہ تک پہنچا دے، اور نیک و صالح لوگوں سے دعا کرنا زیادہ قبولیت کی باعث ہے، تو کیا آپ اس موضوع پر کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں، جزاکم اللہ خیرا؟

بتاریخ ١٩-٣-٢٠٠٦ کو نشر کیا گیا

جواب

الحمدللہ :

ا۔ قبروں کی زیارت دو طرح کی ہے:

پہلی قسم:

شرعی طور پر مشروع اور مطلوب زیارت تو مردوں کے لیے دعائے استغفار اور ان کے لیے رحم کی دعا کرنے، اور موت اور آخرت کی یاد کرنے کے لیے کی جاتی ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:(زُوروا القبورَ فإنّها تذكّركم الآخرةَ).

" قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں آخرت یاد دلاتی ہے"۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (976).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی قبروں کی زیارت کیا کرتے تھے.

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی ان کی باری والی رات ہوتی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں بقیع کی طرف نکل جاتے اور وہاں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

(السّلام عليكم دار قوم مؤمنين، وأتاكم ما توعدون ، غدا مؤجلون ، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون ، اللّٰهُمَّ اغفر لأهل بقيع الغرقد)

" اے مومنوں کی قوم ! تم پر سلامتی ہو، اور جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا گیا وہ تمہیں دے دیا گیا، اور یقینا ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، اے اللہ اہل بقیع الغرقد کو بخش دے"۔ صحیح مسلم شریف حدیث نمبر (974).

دوسری قسم: بدعی زیارت

بدعی زیارت یہ ہے کہ قبروں والوں سے دعا کرنا، اور ان سے مدد طلب کرنا، یا ان کے لیے جانور ذبح کرنا، یا ان کے لیے نذر ماننا اور چڑھاوے چڑھانا، یہ سب کچھ منکر اور شرک اکبر ہے، اور اسی میں یہ بھی شامل ہیں کہ: قبر کے پاس جا کر دعائیں کی جائیں اور وہاں نماز ادا کی جائے اور قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، یہ تمام چیزیں بدعت اور غیر مشروع ہیں.

۲۔ اور رہا مسئلہ قبروں کے پاس نماز ادا کرنے کا، اگر آپ اس سے مراد نماز جنازہ لیتے ہیں تو یہ جائز ہے اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے، اور اگر نماز جنازہ نہیں بلکہ فرضی اور نفلی عام نماز ہے تو یہ حرام اور ممنوع ہے.

قبر پر نماز جنازہ کے جائز ہونے کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک کالا مر دیا کالی عورت مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا تو جب اس کی وفات ہوگئی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق دریافت کیا، تو صحابہ کرام نے عرض کیا: وہ تو فوت ہو گیا ہے، تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (أفلا كنتم

آذنتُموني به؟ دلّوني على قبره، أو قال: قبرها، فأتى قبرها، فصلى عليها)

” تم نے مجھے کیوں نہ بتایا، مجھے اس کی قبر کا راستہ بتاؤ، یا فرمایا: اس عورت کی قبر کا راستہ بتاؤ، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر آئے اور نماز جنازہ ادا کی“۔

صحیح بخاری حدیث نمبر (446) صحیح مسلم حدیث نمبر (956).

اور قبرستان میں نماز جنازہ کے علاوہ کوئی اور نماز جائز نہ ہونے کی دلیل:

۱- عائشہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کرتے ہیں کہ: (لعنة الله على اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد)،يحذِّر مثل ما صنعوا.)

" جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر موت نازل ہوئی تو وہ اپنے چہرے پر ایک کپڑا ڈالنے لگے اور جب غشی کم ہوئی تو اپنے چہرہ سے پردہ اٹھایا اور اسی حالت میں آپ فرمانے لگے:

" یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیں"۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ڈرا رہے تھے جو انھوں نے کیا تھا. صحیح بخاری حدیث نمبر (425) صحیح مسلم حدیث نمبر (531).

ب- ابو مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لا تَجلِسوا على القبور ولا تصلّوا إليها)

" قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ہی ان کی طرف رخ کرکے نماز ادا کرو"۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (972).

۳۔ اور ہر سال منائے جانے والے عرس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ:

" اگر اس میں کوئی عبادت کی جاتی ہے، یا وہاں شریک ہونے والے گمان کرتے ہیں کہ وہ اس طرح اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے ہیں، یا اس میں معاصی و گناہ اور منکرات کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اور ڈھول باجا اور ناچ پایا جاتا ہے تو پھر وہاں شریک ہونا اور اس میں شرکت کرنا حرام اور ناجائز ہے.

اور اگر یہ سب کچھ نہ بھی ہو تو پھر بھی وہاں نہ جائیں کیونکہ شرعی عید (عید الفطر اور عید الاضحی) کے علاوہ کوئی اور [تیسری] عید منانا حرام اور بدعت ہے، اور وہاں حاضر ہونے والوں کا یہ اعتقاد رکھنا کہ اس عرس میں ولی کی روح حاضر ہوتی ہے، یہ اعتقاد بھی حرام اور بدعت ہے، اور مستقبل میں یہ اعتقاد دین بن سکتا ہے."۔

تو اس طرح لوگوں کے لیے فتنہ کا باعث بنے گا، لہذا اس کا انکار کرنا اور اس سے روکنا اور اس عرس میں حاضر نہ ہونا واجب ہے، اللہ تعالیٰ ہی سیدھا راہ دکھانے والا ہے.

۴۔ اور رہا مسئلہ کسی نیک اور صالح شخص سے اس کی زندگی میں دعا کروانا، تو زندہ شخص سے دعا کروانا جائز ہے، کیونکہ اس کی نیکی کی بنا پر قبولیت کی امید کی جاسکتی ہے، اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

۱۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اندھا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا: (ادْعُ الله أَنْ يُعَافِيَني،قالَ:إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ لَكَ ، وَإِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ ذَلِكَ فَهُوَ خَيْرٌ)،

وفي روايةٍ (وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ) . فَقَالَ:(أُدْعُهُ) ،فأَمَرَهُ أَنْ يتوَضَأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءهُ، فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ. ...)

اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے عافیت سے نوازے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر تم چاہو تو میں دعا کر دیتا ہوں، اور اگر چاہو تو اسے مؤخر کر دیتا ہوں، اور یہ تمہارے لیے بہتر ہے".

اور ایک روایت میں ہے کہ:

" اور اگر تم صبر کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے"۔

تو وہ کہنے لگا: دعا کردیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اچھی طرح وضو کرنے کا حکم دیا اور پھر دو رکعتیں ادا کرنے کا ...."

اسے امام احمد (4 / 138) اور ترمذی (5 / 569) اور ابن ماجۃ (1 / 441) نے روایت کیا ہے، اور یہ حدیث صحیح ہے.

ب۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ اور بکریاں ہلاک ہو رہے ہیں، لہذا آپ اللہ

تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں بارش سے نوازے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیلائے اور دعا کی"۔

صحیح بخاری حدیث نمبر (890) صحیح مسلم حدیث نمبر (897).

۵۔ اور جب نبی یا ولی فوت ہو جائے تو اس سے دعا مانگنی مشروع نہیں ہے کیونکہ وہ دنیا سے منقطع ہو چکے ہیں، اور ایسا کرنا شرک کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، جس میں اس امت کے صالح لوگ صحابہ کرام اور ان کے پیروکاروں میں سے کوئی بھی داخل نہیں ہوا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّـهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ﴾[الأحقاف:5]

" اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ اور ظالم ہو گا؟ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہیں کرسکتے، بلکہ ان کے پکارنے سے وہ تو بالکل بے خبر ہیں، اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن بن جائیں گے، اور ان کی عبادت سے صاف انکار کر جائیں گے "۔ الاحقاف(5 – 6).

شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

" بندے سے مطلوب تو یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا معاملہ ہو جس پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور قادر نہ ہو، مثلا:

وہ اپنے مریض کی شفایابی آدمیوں یا جانوروں سے مانگتا پھرے، یا اپنے قرض کی ادائیگی کسی غیر متعین کی طرف کرے، یا اپنے اہل و عیال اور اسے جو دنیاوی یا اخروی تکلیف ہے ، یا دشمن پر غلبہ اور اس کے خلاف مدد، اور دل کی ہدایت وراہنمائی، اور گناہوں کی بخشش، یا جنت میں داخلہ، یا جہنم سے نجات یا علم کا حصول، یا قرآن مجید کی تعلیم، یا دل کی اصلاح، اور اخلاق کو بہتر بنانا، اور تزکیۂ نفس، یا اس طرح کے دوسرے امور، یہ سب ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے طلب کرنا جائز نہیں ہے.

اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ وہ کسی فرشتے یا نبی یا شیخ چاہے وہ زندہ ہو یا مردہ یہ کہتا پھرے: میرے گناہ معاف کر دے، میرے دشمن کے خلاف میری مدد کر، اور نہ ہی یہ کہہ سکتا ہے: میرے مریض کو شفا دے، مجھے عافیت سے نواز، یا میرے اہل و عیال اور میرے جانوروں وغیرہ کو عافیت دے.

اور جس نے بھی یہ سب کچھ مخلوق سے مانگا چاہے وہ کوئی بھی ہو تو وہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے والوں میں سے ہے، اور یہ اسی جنس یا قبیل کے مشرکین میں سے ہے جو فرشتوں اور انبیاء اور ان مجسموں کی پوجا کرنے والوں میں سے ہے جو انہوں نے ان کی شکلوں میں بنا رکھے تھے، اور

نصاریٰ کی اس دعا کی جنس میں سے ہے جو انھوں نے مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ کے ساتھ کی تھی.

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ اللَّـهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَـٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّـهِ﴾[المائدة:116]

" اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسی بن مریم! کیا تو نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبود قرار دے لو!"۔المائدۃ(116).

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّـهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ

مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَـٰهًا وَاحِدًا لَّا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ [التوبة:31]

" ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنا لیا، اور مسیح بن مریم کو بھی، حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا، جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں، وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے"۔التوبۃ(31).

دیکھیں: مجموع الفتاوی(27 / 67 - 68).

اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی کہنا ہے کہ:

" اور جو کوئی شخص کسی نبی یا نیک اور صالح کی قبر پر جائے، یا جس قبر کے متعلق یہ اعتقاد رکھا جاتا ہے کہ وہ نبی یا نیک شخص کی قبر ہے، لیکن حقیقت میں وہ ایسے نہ ہو اور وہ اس قبر پر جا کر اس سے مانگے، اور اس سے مدد طلب کرے، تو اس کے تین درجے ہیں:

پہلا درجہ:

وہ شخص اس سے اپنی ضروریات طلب کرے، مثلا اس سے سوال کرے کہ وہ اس کی یا اس کے جانوروں کی مرض دور کر دے، یا اس کی قرض ادا کر دے، یا اس کے دشمن سے انتقام لے، یا اس کی جان اور اس کے اہل و عیال اور اس کے جانوروں کو عافیت میں رکھے، اور اس طرح کے دیگر امور

جن پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور قادر نہیں ہے تو یہ صریح شرک ہے، اور اس کے مرتکب کو توبہ کروائی جائے گی اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک ہے وگرنہ اسے قتل کردیا جائے گا.

اور اگر وہ یہ کہے کہ میں تو اس سے اس لیے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہے، تاکہ وہ ان معاملات میں میری سفارش کردے کیونکہ میں تو اسے وسیلہ بنا رہا ہوں، جس طرح کسی بادشاہ اور حکمران کے سامنے وزیر اور مشیر کو وسیلہ بنایا جاتا ہے، تو یہ مشرکین اور نصاریٰ کے افعال میں شامل ہوتا ہے، کیونکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو سفارشی بنایا ہوا ہے جو ان کے مطالبات میں ان کی سفارش کرتے ہیں، اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے متعلق خبر

دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّـهِ زُلْفَى ﴾[الزمر:3]

”ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کے قرب تک ہمارے رسائی کرا دیں“۔ [الزمر] (3).

اور ایک مقام پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّـهِ شُفَعَاءَ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ قُل لِّلَّـهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴾[الزمر 43 - 44]

’’کیاان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کو سفارشی مقرر کر رکھا ہے؟ آپ کہہ دیجئے! کہ اگر وہ کچھ اختیار نہ رکھتے ہوں، اور نہ ہی عقل رکھتے ہوں، کہہ دیجئے! کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے، تمام آسمانوں اور زمین کا راج اسی کے لیے ہے، تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ‘‘۔ [الزمر 43 - 44]

اور ایک مقام پر ارشاد ربانی کچھ اس طرح ہے:

﴿مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴾[السجدة:4]

’’تمہارے لیے اس کے سوا کوئی مددگار اور سفارشی نہیں، کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے‘‘۔[السجدة: 4]

اور ایک اور مقام پر رب ذوالجلال نے فرمایا:﴿مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ... ﴾[البقرة:255]

"کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے"۔[البقرة: 255]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور مخلوق کے درمیان فرق بیان کیا ہے.

کیونکہ لوگوں کی عام طور پر عادت ہے کہ وہ اپنے بڑے لوگوں کے پاس اسے سفارشی بنا کر لے جاتے ہیں جس پر وہ کرم کرتا ہو، اور وہ سفارشی اس سے مانگتا ہے تو وہ یا تو رغبت، یا ڈرتے ہوئے یا پھر شرم وحیا کرتے ہوئے، یا پھر مودت و

محبت کرتے ہوئے اس کی حاجت و ضرورت پوری کر دیتا ہے.

لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں اس وقت تک کوئی سفارش کر ہی نہیں سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اسے سفارش کی اجازت نہ دے، اور پھر سفارشی وہی کچھ کرتا ہے جو اللہ چاہے، اور سفارشی کی سفارش اللہ تعالیٰ کی اجازت اور حکم سے ہی ہوگی، اس لیے سب حکم اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے.

اور بہت سے گمراہ لوگوں کا یہ کہنا کہ: یہ مجھ سے اللہ تعالیٰ کے یہاں زیادہ قریب ہے، اور میں اللہ تعالیٰ سے دور ہوں، میرے لیے اس واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کو پکارنا ممکن ہی نہیں ہے ، اور اس طرح کی اور مشرکوں جیسی باتیں کرنا،

حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو فرما رہا ہے:﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾[البقرة:186]

" اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق دریافت کریں تو (کہہ دیجئے) یقینا میں قریب ہوں، جب پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو قبول کرتا ہوں"۔ [البقرة] (187).

اور صحیح بخاری میں ہے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ایک سفر میں تھے اور وہ بلند آواز سے تکبیریں کہہ رہے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (یا أیها الناس اربعوا

على أنفسكم فإنكم لا تدعون أصم ولا غائبا بل تدعون سميعا قريبا...)

"اے لوگو! اپنے آپ پر نرمی کرو، کیونکہ کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے، بلکہ سننے والے اور قریب اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہو"۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کو اللہ کے لیے نماز ادا کرنے، اسی سے مناجات کرنے کا حکم دیا ہے، اور ان میں سے ہر ایک کو یہ کہنے کا حکم دیا: ﴿إياك نعبد وإياك نستعين﴾ [الفاتحة :5]

"ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں"۔[الفاتحة: 5]

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ مشرکین کہتے ہیں: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّـهِ زُلْفَىٰ﴾[الزمر:3]

”ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کے قرب تک ہمارے رسائی کرادیں“ [الزمر: 3]

پھر اس مشرک کو یہ کہا جائے کہ: جب تم اسے پکارتے ہو اور تم یہ خیال رکھتے ہو کہ یہ تمہارے حال کو زیادہ جانتا ہے، اور تمہارے سوال کو پورا کرنے کی زیادہ قدرت رکھتا ہے، یا تم پر زیادہ رحم کرسکتا ہے، تو یہ جہالت وگمراہی اور کفر ہے.

اور اگر تم یہ جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ زیادہ علم رکھنے والا، اور یا قدرت رکھنے والا اور زیادہ رحم کرنے والا ہے، تو پھر تم نے اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے کے بجائے کسی اور سے کیوں سوال کیا(یا کرتے ہو)؟

کیا آپ نے بخاری وغیرہ کی مندرجہ ذیل حدیث نہیں سنی ہے؟

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہر معاملہ میں استخارہ کرنا اس طرح سکھاتے جس طرح قرآن مجید کی سورۃ کی تعلیم دیا کرتے تھے...

اور اگر تمہیں یہ علم ہے کہ وہ بزرگ تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہے، اور اللہ تعالیٰ کے یہاں تم سے زیادہ شان و مرتبہ رکھتا ہے، یہ بات تو حق اور صحیح ہے، لیکن اس حق کے ساتھ باطل چاہا گیا ہے، کیونکہ جب وہ آپ سے سے زیادہ قریب ہے، اور آپ سے زیادہ مرتبہ اور درجہ رکھتا ہے تو اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اسے آپ سے زیادہ اجر وثواب دے گا، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جب آپ اسے پکاریں گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری حاجت اور ضرورت زیادہ سنے گا، اورجب تم اللہ کو (ڈائرکٹ) پکارو یا اس سے سوال کروگے توکم سنے گا۔

مثال کے طور پر زیادتی اور ظلم وعدوان کی بناپر اگر آپ سزا اور دعا کے رد ہونے کے مستحق ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور صالح و نیک شخص اس چیز میں مدد نہیں کرتے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہو، اور ایسی اشیاء میں وہ کوشش نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرے اور غصہ دلائے، اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ رحمت اور قبول کے زیادہ لائق ہے.

اھـ-دیکھیں: مجموع الفتاوی لابن تیمیہ (27 / 72 - 75)

ہم سوال کرنے والے بھائی کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سابقہ حوالہ جات کو دیکھ کر مزید تفصیل سے مطالعہ ضرور کرے.

مجموع الفتاوی لابن تیمیہ (27 / 72 - 75)

(طالبِ دُعا:عزیز الرحمن ضیاء اللہ سنابلیؔ: azeez90@gmail.com)

